جمهورية مصر العربية ٢٠ شعبان ١٤٤٠ھ

وزارت اوقاف ٢٦ اپریل ٢٠١٩ء

ملکی تعمیر وترقی کے اسباب ومحرکات

وطن کی محبت، اس کا دفاع اور اس کی تعمیر وترقی کے لئے کام کرنا اسلام کے بنیادی اصول اور اس کی انتہائی اہم تعلیمات کا حصہ ہے۔ اور سب سے بڑا شرف انسان کو اپنے وطن سے حقیقی نسبت کا شعور ہونے، اس کی تعمیر وترقی کے لئے کوشش کرنے اور اس کی رفعت وبلندی کے لئے کام کرنے میں ہے۔ وہ تمام قومیں جنہوں نے علمی اور تہذیب ترقی کی ہے ان کے پیچھے ایسی مخلص شخصیات ہیں جن کے دل اپنے وطن کی محبت سے لبریز ہیں اور انہوں نے لوگوں اور ملکوں کے نفع کے لئے ثمر آور کوششیں کی ہیں۔ ہمارا پیارا اور قیمتی ملک مصر اپنے بیٹوں سے اس سے بڑا کر کوششوں کا مستحق ہے۔ یہ عرب اور اسلام کا دھڑکتا ہوا دل ہے۔ یہ امت مسلمہ کی زرہ، اس کی تلوار اور دہشت گردی اور چیلنجز کا سامنا کرنے کے لئے اس کا محفوظ قلعہ ہے۔ اس لئے اس کا دفاع کرنا اور اس کی تعمیر وترقی کے لئے کام کرنا ایک قومی اور دینی فریضہ ہے۔ یہ تہذیبوں کا گہوارہ اور کئی رسولوں کی رسالتوں کا مقام ہے اور یہی وہ شہر ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں امن وامان کے ساتھ کیا گیا ہے۔ حق باری نے سیدنا یوسف علیہ السلام کی زبانِ اقدس کے ذریعے ارشاد فرمایا: {ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ} "آپ مصر میں داخل ہو جائیں اگر اللہ نے چاہا تم امن وعافیت سے رہو گے"۔ صلاح الدین الصفدی نے کیا خوب کہا ہے:

"جس شخص نے زمین اور اس کے مختلف علاقے اور مختلف اقسام کے لوگوں دیکھے اور اس نے مصر اور مصر کے لوگوں کو نہیں دیکھا تو اس نے نہ دنیا دیکھی ہے نہ ہی لوگوں کو دیکھا ہے"۔

بلاشبہ ملکی تعمیر وترقی اور برتری امت کے لئے عزت وکرامت اور لوگوں کے احترام کی ضامن ہوتی ہے لیکن صرف باتیں کرنے، خواب دیکھنے اور خواہشات رکھنے سے ملکی تعمیر وترقی نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے عرق ریزی سے محنت، کوشش کرنا، قربانی دینا اور تعمیر وترقی کے ذرائع اور تہذیب کے اسباب کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ اور اِن اسباب میں سے سب سے اہم سبب چیلنجز کا سمجھنا ہے۔ وطن کی اہمیت، اس کو درپیش چیلنجز وخطرات کو سمجھنا ایک ایسا کام ہے جو ہمیں درپیش چیلنجز کے دائرۂ کار سے آگاہ ہونے کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ اِن چیلنجز کو سمجھے بغیر اور اِن کا ادراک کئے بغیر اِن کا کوئی بھی کامیاب حل پیش کرنا ناممکن ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وطن کی اہمیت اور قومی ملک کے جواز کا مسئلہ اور اس کی ثابت قدمی کے لئے تعاون کا ضروری ہونا اور اس کی تعمیر وترقی کے لئے کام کرنا ایک مضبوط ملک کی تعمیر وترقی کی اہم ترین بنیاد، اور وطن سے نسبت ووفاداری، اور اس کی پیداوار کے ذرے ذرے کی حفاظت کا اہم ترین ستون ہے۔

اس طرح وطن کی اہمیت کا ادراک اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم ان غلط فہمیوں کی تصحیح کریں جنہیں دہشت گرد اور انتہا پسند جماعتوں نے ذہنوں میں پختہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اِن جماعتوں نے اپنے فلسفہ کی بنیاد عوام اور ان کے حکمرانوں اور قومی ذمہ دار ان کے درمیان اعتماد کو ختم کرنے اور قطعِ تعلقی پیدا کرنے پر رکھی ہے۔ حالانکہ تمام مذاہب کی تعلیمات ہمیں عادل حاکم کی عزت وتوقیر کرنے کی دعوت دیتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بوڑھے مسلمان، معتدل مبلغِ قرآن اور منصف وعادل بادشاہ کی عزت وتوقیر کرنا درحقیقت اللہ کی تعظیم وتوقیر کرنا ہے" ۔ اور حق سبحانہ وتعالی نے عادل حاکم کو اِن سات لوگوں میں سے شمار کیا ہے جنہیں حق سبحانہ وتعالی روزِ قیامت اپنے عرش کا

سایہ نصیب فرمائے جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "سات لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالی اس دن اپنا سایہ نصیب فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔"، اور پھر اُن میں سرِ فہرست عادل حاکم کا ذکر فرمایا۔

وطن کی راہ میں قربانی دینا وطن کی تعمیر و ترقی کے اہم ترین اسباب اور بنیادوں میں سے ہے۔ حقیقی قومیت صرف بلند کئے جانے والے نعروں یا دہرائے جانے والے چند جملے ہی نہیں ہے بلکہ قومیت ایک نظامِ حیات، وطن کی دھڑکن اور اس کو درپیش چیلنجز کے احساس، اس کی تکلیفوں پر درد محسوس کرنے، اس کی امیدوں کے پورا ہونے پر خوش ہونے اور اس کی خاطر قربانی دینے کے لئے ہمیشہ تیار رہنے کا نام ہے۔

وطن کا دفاع کرنا، اس کی حفاظت کرنا اور اس کی خاطر قربانی دینا ہر اس شخص کے ذمے ایک شرعی اور قومی فریضہ ہے جو اس کی زمین پر زندگی گزارتا ہے اور اس کے آسمان کے سائے میں پناہ لیتا ہے۔ وطن کی محبت صرف جذبات واحساسات تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اسے ایک فرد اور معاشرے کے لئے نفع بخش عمل اور سلوک کے قالب میں ڈھالنا ضروری ہے۔ اسی وجہ سے اس کو باوقار اور مضبوط رکھنے کے لئے قربانی دینا ضروری ہے۔ وطن کی نسبت اپنے بیٹوں پر یہ چیز لازم کرتی ہے کہ وہ اس پر فخر کریں اور اس کی حفاظت کے لئے شانہ بشانہ کھڑے ہو جائیں۔ کیونکہ کائنات کو آباد کرنے، دین کو سربلند کرنے اور شعائرِ اللہ کو قائم کرنے میں لوگوں سے اللہ کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ملکوں کا استحکام واستقرار ضروری ہے۔ اور اسلام میں جہاد صرف ملکوں کا دفاع کرنے اور ظلم وسرکشی کو روکنے کے لئے ہی جائز قرار دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالی نے ان لوگوں کا بلند مقام ومرتبہ بیان فرمایا ہے جو اپنے ملکوں کا دفاع کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: {إِنَّ اللَّهَ

اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ} "بیشک اللہ نے اہلِ ایمان سے ان کی جانیں اور ان کے مال، ان کے لئے جنت کے عوض خرید لئے ہیں، وہ اللہ کی راہ میں قتل کرتے ہیں، سو وہ قتل کرتے ہیں اور خود بھی قتل کئے جاتے ہیں۔ اللہ نے اپنے ذمہ ءِ کرم پر پختہ وعدہ لیا ہے تورات میں بھی انجیل میں بھی اور قرآن میں بھی"۔

عمدہ اور پختہ کام کرنا بھی ملکوں اور تہذیبوں کی تعمیر وترقی کے اہم ترین اسباب اور بنیادوں میں شمار ہوتا ہے۔ اسلام نے کام کی بہت زیادہ اہمیت بیان کی ہے اور اسے عبادت کا ایک باب قرار دیا ہے بلکہ اسے عبادت کے بلند ترین مرتبے میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اللہ کی راہ میں جہاد قرار دیا ہے۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا، صحابہ کرام نے اس کے توانا جسم اور پھرتی کو دیکھا جس نے انہیں حیران کر دیا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول، کاش یہ آدمی اللہ کے راہ میں ہوتا!! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر یہ اپنے چھوٹے بچوں کے رزق کی خاطر تگ ودو کر رہا ہے تو یہ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر یہ اپنے بوڑھے والدین کے لئے رزق کی خاطر نکلا ہے تو یہ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر یہ اپنے نفس کو پاک دامن رکھنے کے لئے رزق تلاش کر رہا ہے تو یہ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر یہ ریاکاری اور فخر کرنے کے لئے نکلا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے"۔

دین اور قومیت دونوں ہم سے محنت، کوشش، عرق ریزی، کام اور پیداوار کا تقاضا کرتے ہیں۔ خصوصا جب ہمارا دین ہی پختہ کام کرنے کا دین ہے۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: {الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ

لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ} "جس ذات نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے، اور وہ غالب ہے بڑا بخشنے والا ہے"۔

اور دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ* فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ* وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ} "اے ایمان والو!جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو فوراً اللہ کے ذکر کی طرف تیزی سے چل پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ پھر جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرنے لگو اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل تماشا دیکھا تو اس کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے اور آپ کو کھڑے چھوڑ گئے، آپ فرما دیجئے: جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے"۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:"کسی ایک شخص نے بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھانا کھانے سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا، اور اللہ کے نبی داود علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھانا کھایا کرتے تھے"۔

اور ہم اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ ہمارے دین اسلام نے ہم سے صرف کام کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ ہم سے عمدہ اور پختہ کام کا مطالبہ کیا ہے۔ حق سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتا ہے: {إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا} "بیشک ہم اس شخص کے اجر کو ضائع نہیں کرتے جس نے عمل کو احسن طریقے سے سرانجام دیا ہو"۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کوئی کام کرے تو اسے پختگی سے کرے"۔

علم اور اچھی انتظامیہ بھی ملکوں اور تہذیبوں کی تعمیر وترقی کے اسباب میں شمار ہوتی ہے۔ تعمیر وترقی کو علم، تجربے، عقل وفہم اور اسپیشلائزیشن کی ضرورت ہوتی ہے صرف خواہش اور پسند کی نہیں۔ جب ہم قرآن وسنت کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ چیز ہمارے سامنے واضح ہو جاتی ہے کہ یہ دونوں صلاحیت وقابلیت، اہلیت اور امانت داری کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ اللہ تعالی نے سیدنا یوسف علیہ السلام کی زبان پر ارشاد فرمایا: {اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ} "یوسف علیہ السلام نے فرمایا: مجھے سرزمینِ مصر کے خزانوں پر مقرر کر دو، بیشک میں خوب حفاظت کرنے والا خوب جاننے والا ہوں"۔ اور موسی علیہ السلام کے بارے میں شعیب علیہ السلام کی بیٹی کی زبانی ارشاد فرمایا: {يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ} "اے میرے والد گرامی ! انہیں اپنے پاس مزدوری پر رکھ لیں بیشک بہترین شخص جسے آپ مزدوری پر رکھیں وہی ہے جو طاقتور امانتدار ہو"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نا اہل لوگوں کو کسی کام کی ذمہ داری دینے سے متنبہ کیا ہے۔ اور خبر دی ہے کہ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "جب کوئی کام کسی نا اہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو"۔ ہر شعبے میں اہل لوگوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو بیک وقت قابل، باصلاحیت اور امین ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ اور مختلف علاقوں میں اپنے حکمرانوں کو علم، صلاحیت اور ذمہ داری کو سرانجام دینے کی اہلیت کے مطابق کسی کام پر مامور کیا کرتے تھے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام چاپلوسی یا

قرابت داری یا محبت کی بنا پر کسی کو کوئی ذمہ داری نہیں دیتے تھے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول، کیا آپ مجھے کسی علاقے میں حکمران نہیں بنا دیتے؟ ابو ذر نے کہا: آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر مارا اور پھر فرمایا: "اے ابا ذر تم ایک کمزور آدمی ہو، اور یہ ایک امانت ہے، اور روزِ قیامت یہ ندامت اور رسوائی کا باعث ہے سوائے اس شخص کے جس نے صحیح طریقے سے امارت کی ذمہ داری سنبھالی اور اس کا حق ادا کیا"۔ اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے عبد الرحمن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: "اے عبد الرحمن! تو امارت کا سوال مت کرنا، اگر سوال کئے بغیر تجھے امارت دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی، اور اگر سوال کرنے سے یہ امارت تجھے دی گئی تو تجھے اس کے سپرد کر دیا جائے گا"۔

برادران اسلام!

کردار اور اخلاقی اقدار کو بلند کرنا بھی ملکوں کی تعمیر وترقی کا بنیادی سبب اور اہم ترین ستون ہے۔ وہ قومیں اور تہذیبیں جو اخلاق اور اعلی اقدار پر قائم نہیں ہوتی انہیں اپنے قیام کے اسباب اور اپنی تعمیر وترقی کی بنیاد میں ہی اپنی تباہ وبربادی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کسی شاعر نے کتنی عمدہ بات کہی ہے کہ: "جب کسی قوم کے اخلاق تباہ ہو جائیں تو تو اِس پر ماتم اور واویلا کر"۔ اور دوسرے شاعر نے کہا ہے: "قومیں تو اخلاق ہیں جب تک اخلاق باقی ہیں تو قومیں باقی ہیں اور جب اخلاق ختم ہو جائیں تو قومیں ختم ہو جاتی ہیں"۔

اسلام میں اخلاق کو بہت بلند مقام ومرتبہ حاصل ہے۔ ایک مسلمان ان کے ذریعے ایمان کے درجات میں بلند مقام حاصل کرتا ہے۔ روزِ قیامت اللہ کی بارگاہ میں پیشگی کے وقت اس کا ترازو بھاری ہوتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "روزِ قیامت ایک بندہ مؤمن کے ترازو میں حسنِ خلق

سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہو گی، اور اللہ تعالی بد کلام وبد اخلاق کو ناپسند کرتا ہے"۔ اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی چیز ہے جو کثرت سے لوگوں کو جنت میں داخل کروائے گی تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "اللہ کا ڈر اور حسنِ خلق"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنِ خلق کو ایمان کے کامل یا ناقص ہونے کا معیار قرار دیا ہے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "مؤمنوں میں کامل ترین ایمان والا وہ شخص ہے جس کا اخلاق سب سے زیادہ اچھا ہے۔۔۔"۔ اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: "تو جہاں بھی ہو اللہ سے ڈر، اور برائی کے بعد نیکی کر وہ اس برائی کو مٹا دیتی ہے، اور لوگوں سے حسنِ خلق سے پیش آ"۔

حسنِ خلق انسان کو اوصاف حمیدہ پر ابھارتا ہے جیسا کہ شفقت ورحمت، دوسروں کے لئے بھلائی کی محبت، لوگوں کے نفع کے لئے کوشش کرنا، ذاتی ترجیح اور خود پسندی سے دور رہتے ہوئے لوگوں اور ملک کے لئے عمومی نفع کا باعث بننا۔ ہمارا دین متین ایثار و قربانی کی محبت پر قائم ہے نا کہ ذاتی ترجیح، کنجوسی اور خود پسندی پر۔

عدل بھی تہذیبوں اور ملکوں کی تعمیر وترقی کی اہم ترین بنیاد ہے۔ ملک ایسے عدل وانصاف کے ذریعے تعمیر کئے جاتے ہیں جو کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دیئے بغیر تمام لوگوں کے درمیان حقوق وواجبات میں برابری کرے۔ اور یہی قرآن کریم میں اللہ تعالی کا حکم ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: {**إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ**} "بیشک اللہ عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا اور بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی ونافرمانی سے منع فرماتا ہے، وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تا کہ تم خوب یاد رکھو"۔

اور بعض لوگوں کا قول ہے: اللہ تعالی عدل کرنے والے ملک کی مدد کرتا ہے اگرچہ وہ غیر مسلم ملک ہی ہو، اور ظلم کرنے والے ملک کی مدد نہیں کرتا اگرچہ وہ مسلم ملک ہو کیونکہ اگر وہ حقیقی معنوں میں مسلم ملک ہوتا تو وہ ظلم پر راضی نہ ہوتا یا اس کے خلاف آواز اٹھاتا۔ اسی لئے بعض لوگوں کا یہ بھی قول ہے: ملک کفر اور عدل کے ساتھ تو باقی رہ سکتا ہے لیکن وہ اسلام اور ظلم کے ساتھ کبھی بھی باقی نہیں رہ سکتا کیونکہ اس صورت میں اس کا دیندار ہونا صرف ظاہری طور پر ہی ہو گا جو نہ تو اسلام کے مفہوم کو سمجھتا ہے اور نہ ہی ظلم وستم اور سرکشی کی تمام تر صورتوں کے انکار اور حق اور عدل وانصاف پر مبنی اس کے اعلی ترین تعلیمات کو۔

اے اللہ عالمِ اسلام کے تمام ممالک کو بچالے اور ان کو ہر قسم کی برائی اور شر سے محفوظ رکھ۔ آمین